AL-AASAR Journal
Quarterly *Research Journal*
www. al-aasar.com

Vol. 2, No. 1 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

داستان امیر حمزہ میں توہم پرست عناصر کا اسلوبیاتی جائزہ

ڈاکٹر صدف مشتاق
لیکچرر حضرت عائشہ صدیقہ ڈگری کالج لاہور۔

Abstract

Here Khalil Ali Khan Ashak has portrayed the superstition existing in the society.He throws light on how the people act upon considring it final whatever is said by the Hakeems. It is impossible to turn down whatever is ordered by a Pir or Hakeem.Here he elaraborates this fact by a story of a king named Kabo Kamran ,his forty ministers and a Hakeem ,descendent of prophet Daniyal who became a victim of superstition of a Hakeem and lost their lives.

خلیل علی خاں اشک نے یہاں سماج کی ''ضعیف الاعتقادی'' کا نقشہ کھینچا ہے کہ لوگ کس طرح حکیموں کی باتوں کو حرفِ آخر سمجھ کر ان پر عمل کرتے ہیں۔ جو بات کسی پیر نے، حکیم نے کہہ دی اس سے منہ پھیرنا ممکن نہیں ہے۔ یہاں یہ ملک ایران کے شہر مدائن کا اور وہاں کے بادشاہ قباو کامران، بادشاہ کے چالیس وزیروں اور اسی شہر میں ایک حکیم خواجہ بخت جمال نامی جو دانیال پیغمبر کی اولاد میں سے تھا۔ کس طرح ملک القش وزیر ضعیف الاعتقادی کا شکار ہو کر اس حکیم کے ہاتھوں اپنی جان لٹاتا ہے۔ خلیل علی خان اشک ''داستان امیر حمزہ'' میں یوں لکھتے ہیں:

ملک القش نامی وزیر شاہ نے اکثر اس حکیم کے احکام کو آزمایا تھا۔ وزیر ملک القش اس کا گرویدہ تھا کہ اک دم اس کی جدائی برداشت نہیں کرتا تھا۔ ایک دن اس نے خواجہ سے'' کہا کہ شب کو بے شغلی سے دل جو گھبرایا میں نے تمہارے واسطے قرعہ پھینکا۔ شکلوں کو ملانے سے معلوم ہوا اختر تمہارا خانہ نحوست میں ہے۔ چالیس روز تک رہے گا۔ اتنے دن تک گھر سے باہر قدم نہ رکھیو اور کسی سے کچھ مت کہیو۔ خواجہ نے اپنے گھر کا دروازہ بند کر کے عجلت اختیار کر لی انتالیس دن تک گوشہ نشینی میں رہا چالیسویں دن اس سے رہا نہ گیا اسی شہر میں القش وزیر سے زیادہ اس کا کوئی ہمدرد نہ تھا۔''(۱)

خلیل علی خاں اشک ''داستان امیر حمزہ'' میں توہم پرستی اور ضعیف الاعتقادی کا ذکر کرتے ہیں کہ لوگ کس طرح قرعے پھینک کر قسمتوں کا حال معلوم کرتے ہیں۔ اس چیز کا سراغ لگانا اپنے لیے بہت ضروری سمجھتے ہیں کہ کون شخص منحوس ہے۔

ہمارے معاشرے میں ضعیف الاعتقادی کی جڑیں اتنی مضبوط ہو چکی ہیں کہ ان کا اکھاڑنا ممکن نہیں ہے دولت کے نشے میں انسان اس قدر مگن ہے کہ وہ انسانی جان کا نذرانہ پیش کر کے اس کو حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ یہاں پہ بھی ملک القش ضعیف الاعتقادی کا شکار ہو کر اپنی جان کھو بیٹھتا ہے، حکیم اس کے بھولے پن کا فائدہ اُٹھاتا ہے کس طرح چالیس دن کا چلّہ کاٹ کر دولت حاصل کر کے جان قربان کرتا ہے۔ خلیل علی خاں اشک ''داستان امیر حمزہ'' میں لکھتے ہیں:

اچانک شاہراہ کو چھوڑ کر ویرانے کی طرف دریا پر جا نکلا۔ سامنے ایک عمارت نظر آئی خواجہ نے اینٹوں کو جو ہٹایا۔ دست راست کی طرف ایک کھڑ کی نمودار ہوئی۔ خواجہ نے'' اس کے اندر تہہ خانہ دیکھا۔ خواجہ الٹے پاؤں القش کے پاس گیا القش خواجہ کو دیکھتے ہیں بولا آج چالیسواں دن ہے میں خود ہی حاضر ہونے والا تھا۔ خواجہ نے ہفت گنج کی حقیقت بیان کی بے شمار خزانہ ہاتھ لگا مجھ غریب کی یہ اوقات نہیں۔ فی الفور گھوڑے شمار کروا کے خواجہ کو ساتھ لے کر وہاں پہنچا دل میں سوچا کہ لات و منات نے یہ دولت غیر متوقع مجھ کو دی ہے۔''(۲)

خلیل علی خاں اشک ''داستان امیر حمزہ'' میں توہم پرستی کا ذکر کرتے ہیں کہ انسان دولت حاصل کرنے کے لیے جادو کا سہارا ہی نہیں لیتا بلکہ دولت مند شخص کو جان سے مار کر بھی اس کی دولت حاصل کر لیتا ہے۔ ملک القش نے خواجہ کو جان سے مار دیا۔ خواجہ کی وصیت کے مطابق دو سو روپے اس کی بیوی کو دیئے اور اس سے کہا کہ جو بچہ پیدا ہو اِس کا نام بزرجمہر رکھے۔

AL-AASAR Journal
Quarterly *Research Journal*
www. al-aasar.com

Vol. 2, No. 1 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

خلیل علی خاں اشک معاشرے کی ضعیف الاعتقادی سے آگاہ کر رہے ہیں کہ بزرجمہر جو ابھی مدرسے کا طالب علم ہے اس کو کیسی کیسی باتوں کا الہام ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ماں کس قدر وہم کا شکار ہونے لگتی ہے۔ ہمارا معاشرہ توہم پرستی کا شکار ہے۔ ہم طب، نجوم اور ستاروں کے علم پر یقین رکھتے ہیں۔ ہم مسلمان ہو کر اپنی قسمت کا حال ستاروں سے پوچھتے ہیں۔ نہ صرف پامسٹروں کی رائے لیتے ہیں بلکہ جو کچھ وہ بتاتے ہیں ان پر یقین بھی رکھتے ہیں۔ خلیل علی خاں اشک ''داستان امیر حمزہ'' میں لکھتے ہیں:

''بزرجمہر نے وہ کتاب نکالی اور اس کو پڑھا پہلے تو زور زور سے رویا پھر ہنساماں سمجھی پاگل ہو گیا ہے کہنے لگاماں میں دیوانہ نہیں ہوا رویا اس لیے کہ میرے باپ کو وزیر القش نے قتل کیا ہے اور لاش ابھی تک بغیر کفن کے پڑی ہے۔ ہنسا اس لیے ہوں کہ اب کھانے کو بہت کچھ ہے۔ بزرجمہر پہلے کریانے کی دکان پر گیا کافی سامان خرید اجب پیسے مانگے تو کہنے لگا تو نے سات بھائیوں کا قتل کیا ہے میں تیرا راز بیان کر دوں گا پھر قصاب کے پاس گیا کہا روز دو کلو گوشت دیا کر واس نے پیسوں کی بات کی تو کہنے لگا کہ جس سے تو نے بکریاں لیں جب اس نے پیسے مانگے تو تُو نے قتل کر دیا۔''(۳)

خلیل علی خاں اشک ''داستان امیر حمزہ'' میں توہم پرستی اور ضعیف الاعتقادی کا تذکرہ کرتے ہیں کہ مقتول کے قاتل کا بذریعہ جادو سراغ لگانا پھر قاتل کو دھمکی دے کر اس سے فائدہ حاصل کرنا۔

ہمارا معاشرہ بہت زیادہ ضعیف الاعتقادی کا شکار ہے کہ کسی شخص نے کوئی بات قیاساً کہی اور وہ ٹھیک ثابت ہو گئی تو اس کو ولی، پیر، فقیر، مرشد تسلیم کرنے لگتے ہیں۔ لوگ نہ صرف اپنے مرشدوں کے سامنے دولت کے ڈھیر لگاتے ہیں بلکہ اپنی جانوں کا نذرانہ بھی پیش کرتے ہیں۔ رات کو کوئی ڈرونا خواب دیکھ لیا دن بھر اسی وہم میں رہے کہ کہیں کچھ بُرا نہ ہو جائے۔ اللہ میرے بچوں کی حفاظت کرے آج میں نے بہت بُرا خواب دیکھا ہے۔ پھر ہماری بڑی بوڑھیاں نجومیوں کے پاس زائچہ بنوانے چلی جاتی ہیں کہ ہو سکتا ہے اس خواب کی تعبیر زائچے میں نظر آجائے۔ بزرجمہر جب لوگوں کو خوابوں کی تعبیریں بتاتا ہے تو لوگ اس کے گرویدہ ہو جاتے ہیں اس کو اپنا محسن ماننے لگتے ہیں اور وہ ان تمام انسانوں سے جنھوں نے دوسروں کا دل دکھایا ہوتا ہے بدلہ لیتا ہے۔ خلیل علی خاں اشک ''داستان امیر حمزہ'' میں یوں رقم کرتے ہیں:

''بزرجمہر ساگ توڑنے گیا ایک بکری زعفران گھاس چڑرہی تھی اس نے بیلچہ مار کر بکری کو قتل کر دیا۔ بزرجمہر نے کہا تو نے ناحق تین قتل کیے کہنے لگا ایک بکری مری تین کیسے بزرجمہر نے کہا کہ بکری کے پیٹ میں دو رنگ کے دو بچے بھی تھے یہ گفت و شنید القش نے سنی کہنے لگا تو کون ہے اس نے بتایا کہ میں خواجہ بخت جمال کا بیٹا ہوں کسی ظالم نے میرے باپ کو قتل کیا میں اس ظالم کی تلاش میں ہوں القش نے کہا پھر تو نے اپنے باپ کے خونی کو پایا بزرجمہر نے کہا خدا منتقم حقیقی ہے اس کے نزدیک سب آسان ہے۔''(۴)

انسان خواہشات کا دیوانہ ہے ہر وقت امید بر آنے کی امید رکھتا ہے کبھی مندروں مزاروں پر جا کر دعا مانگتا ہے کبھی نجومیوں کی باتوں پر کان دھرتا ہے کہ اپنی مراد کو پالے۔ عاشق حضرات تو زیادہ ہی بے بس ہوتے ہیں کہتے ہیں کہ جان جاتی ہے تو جائے کوئی پرواہ نہیں لیکن اگر دیدارِ محبوب میسر نہیں تو زندگی کا مزہ نہیں۔ اگر کوئی ایسا نجومی مل جائے جو یہ کہے کہ میری وجہ سے تو اپنی مراد کو پہنچے گا تو پھر اس نجومی کی غلامی قبول اسی طرح القش کی بیٹی کا عاشق بزرجمہر کی غلامی کرتا ہے۔ بزرجمہر کو حبشی نے زندگی بخش کر اپنی مراد کو پایا۔ اس سے بڑی ضعیف الاعتقادی اور توہم پرستی کی مثال اور کیا ہو سکتی ہے۔ خلیل علی خاں اشک ''داستان امیر حمزہ'' میں فرماتے ہیں: انسان اپنے کیے کی سزا ضرور بھگتتا ہے۔ جس طرح القش نے لالچ میں آکر قتل پر قتل کیے اس کی وجہ القش کی ضعیف الاعتقادی تھی کہ دولت غائب سے آئی ہے لات و منات نے میری مدد کی ہے دوسری طرف توہم پرستی کا شکار ہے کہ روشن ضمیر انسان کا دل دماغ بھون کر کھاؤں گا تو میں بھی روشن ضمیر ہو جاؤں گا۔ انسان جب برے کام کرتا ہے تو اس وقت اس کو احساس نہیں ہوتا مثل مشہور ہے ''جیسا کرو گے ویسا بھرو گے۔'' انسان جو اعمال کرتا ہے اس کا نتیجہ بھی دیکھتا ہے لیکن انسان توہم پرستی کا شکار ہو کر سب کچھ بھول جاتا ہے۔ خلیل علی خاں اشک ''داستان امیر حمزہ'' میں لکھتے ہیں:

''بادشاہ نے مسکرا کر کہا کہ القش کو لے جاؤ بس حکم ہوا القش کو لے گئے بزرجمہر القش پر سوار ہو کر پاؤں سے مارتا ہوا بادشاہی دربار میں حاضر ہوا۔ بادشاہ نے کہا القش سے ایسا کون سا گناہ سرزد ہوا ہے کہ اس پر رحم نہیں ہوا۔ بزرجمہر نے عرض کی اوّل تو یہ خائن ہے کہ حضور سا جواد خاوند پا کر اس نے خیانت کی۔ پھر چوری بھی کیسی سرزوری۔ اس کو خوف نہ آیا کہ اگر میری چوری ظاہر ہو جاوے گی تو میرا برا حال ہو گا دوسری بات یہ کہ باوجود یکہ یہ علم رمل میں میرے باپ کا شاگرد تھا اور اس نے اس کے ساتھ ایسا سلوک کیا

Vol. 2, No. 1 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

کہ اگر اس کا باپ بھی ہوتا تو اپنے جیتے جی ایسا سلوک کبھی اس کے ساتھ نہ کرتا۔ وہ اس پیر کا استاد تھا کہ سات گنج شدّاد کے دفن کیے ہوئے اس کو ملے تھے آپ نے لے کر دوستی کے لحاظ سے اس کو بتائے۔"(۵)

خلیل علی خاں اشک "داستان امیر حمزہ" میں توہم پرستی اور ضعیف الاعتقادی کا تذکرہ کرتے ہیں کہ علم رمل سیکھ کر لوگ دولت کے خزانوں کا پتا لگا لیتے ہیں اور دولت حاصل کر کے امیر شخص کہلاتے ہیں۔ جو اصل دولت کے مالک ہوتے ہیں وہ غربت کا شکار ہو جاتے ہیں۔

معاشرہ بری طرح توہم پرستی کا شکار ہے کہ جو بات ان کا کوئی مرشد کہہ دے اس پر یقین کرنا اپنے لیے ضروری سمجھتے ہیں۔ دوسری بات یہ کہ انسان علم رمل سیکھتا ہے پھر اس کا استعمال کرتا ہے کہ دوسرے انسانوں پر سبقت لے جائے۔ لوگ علم رمل کے ذریعے خزانے لوٹتے ہیں۔ عاشق اپنے معشوق کو حاصل کرتے ہیں۔ بے اولاد، اولاد حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ضعیف الاعتقادی اس قدر ان کے دل و دماغ پر چھا جاتی ہے کہ یہ بھول جاتے ہیں کہ انسانی جان کی کیا وقعت ہے۔ خلیل علی خاں اشک "داستان امیر حمزہ" میں لکھتے ہیں:

اس نے اس دہشت سے کہ مبادا کسی کے کانوں تک یہ بھنک اس کی زبان سے پہنچے اور شدہ شدہ حضور کو معلوم ہووے تو یہ گنج مفت میرے ہاتھ سے جاتے رہیں۔ اس بے گناہ" کو قتل کر کے اسی تہہ خانے میں جہاں یہ خزانے ہیں سپرد کیا۔ چنانچہ ہنوز لاش اس کی اسی جگہ بے گور و کفن پڑی ہے یہ نہ سمجھا کہ بے گناہ کا خون سر پر چڑھ کر پکارتا ہے نئی نئی طرح کے رنگ دکھا کر جہاں پانی نہ ملے وہاں مارتا ہے۔ بزرجمہر بادشاہ کو اس تہہ خانے میں لے گیا دیکھا تو فی الحقیقت سات گنج اس تہہ خانے میں محفوظ ہیں ایک طرف لاش خواجہ بخت جمال کی سوکھی پڑی ہے مرکب بھی اس راکب مردہ کا مرہ ہوا پڑا ہے۔ بزرجمہر کو خواجہ بخت جمال کی عزاداری اور فاتحہ و درود کرنے کے واسطے چالیس دن کی رخصت دی۔ اپنے خزانہ عامرہ سے خرچ کے لیے کئی ہزار دینار عطا کیے۔"(۶)

خلیل علی خاں اشک "داستان امیر حمزہ" میں توہم پرستی اور ضعیف الاعتقادی کا تذکرہ کرتے ہیں کہ لوگ جادو سیکھ کر اپنے دشمنوں کو اس جادو کے اثر سے موت کے گھاٹ اتار دیتے ہیں۔

خلیل علی خاں اشک لکھ رہے ہیں، انسان ضعیف الاعتقادی کا شکار شروع ہی سے ہے جب انسان نے پتھروں کو آپس میں رگڑ کر اس میں آگ پیدا کی تو کہنا شروع کر دیا کہ یہ پتھر متبرک ہے اس میں چمک پیدا ہوئی یہ چمک ہمارے نصیب کو چمکا دے گی اس میں عالم، جاہل، بادشاہ، وزیر، فقیر سب شامل تھے۔ اب بادشاہ اپنے خواب کی تعبیر پوچھ کر اپنی پریشانی دُور کرنا چاہتا ہے۔ ملک ایران کا بادشاہ ہی ضعیف الاعتقاد ہے تو وہاں کی عوام کا حال بیان کرنا ممکن نہیں۔ خلیل علی خاں اشک "داستان امیر حمزہ" میں یوں رقم طراز ہیں:

بزرجمہر نے عرض کی کہ حضور نے یہ خواب دیکھا تھا کہ ایک دستر خوان بچھا ہے اس پر اکتالیس قاب انواع و اقسام کھانے کی چنی ہوئی ہے۔ حضور نے ایک حلوے کی قاب" میں سے نوالہ بنا کر چاہا کہ تناول فرماویں اس میں سے ایک سگ سیاہ آیا اور ایک نوالہ حضور کے ہاتھ سے چھین کر کھا گیا۔ حضور نے خوف کھایا چونک پڑے اسی خواب کو بھول گئے۔ بادشاہ نے کہا اب اس کی تعبیر بھی بتا دیں۔ بزرجمہر نے کہا کہ اس غلام کو محل میں لے چلو تمام عورتیں محل میں ہوں۔ ایک معشوقہ چند خواصوں کو ساتھ لے کر آئی۔ اس کے ساتھ ایک جشن بھی تھی۔ بزرجمہر نے اس کا ہاتھ پکڑ کر بادشاہ سے عرض کی یہ وہی ہے جس نے حضور کے ہاتھ سے لقمہ چھین لیا تھا۔ اور یہ نجمہ شہزادی ہے۔ بادشاہ نے مثل آئینہ متحیر ہو کر کہا دریافت کیا تو ظاہر ہوا کہ وہ مرد نہیں عورت ہے۔"(۷)

خلیل علی خاں اشک "داستان امیر حمزہ" میں توہم پرستی اور ضعیف الاعتقادی کا تذکرہ کرتے ہیں کہ لوگ اس حد تک وہم کا شکار ہیں کہ اگر کبھی برا خواب دیکھ لیا تو مہینوں پریشان رہتے ہیں کہ پتا نہیں ان کے ساتھ کیا برا ہو کر رہے گا۔

معاشرے کی ضعیف الاعتقادی کی بڑی مثال کہ گھر میں بچہ پیدا ہوا نام رکھنے سے پہلے زائچے کا سہارا لیا جاتا ہے کہ یہ نام اپ شگن ہو گا کہ نہیں۔ خلیل علی خاں اشک "داستان امیر حمزہ" میں لکھتے ہیں:

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com

Vol. 2, No. 1 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

نوماہ بعد بچہ ہوا۔ بزر جمہر نے زائچہ چھینک کر شکلوں کو ملایا خور شید وماہ کو برج حمل میں پایا اور زہرہ و مشتری وعطار دوز حل و مریخ کو بھی بروج سعد میں مشرف بہ شرف دیکھا۔ یہ" شاہزادہ ہفت اقلیم کا بادشاہ ہو گا اور ستر برس سلطنت بڑے کروفر سے کرے گا۔ مگر اپنے ایک ندیم کی حمایت سے اکثر مستر د رہے گا۔ بزر جمہر نے فال نیک سمجھ کر شہزادے کا نام نوشیر وان رکھا۔"(۸)

خلیل علی خاں اشک "داستان امیر حمزہ" میں توہم پرستی اور ضعیف الاعتقادی کا تذکرہ کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اولادِ نرینہ سے نوازتے ہیں تو ہم اسلامی نام رکھنے کی بجائے فال نکال کر نام رکھتے ہیں کہ یہ نام بچے کے لیے اپ شگن ہو گا کہ نہیں۔

یہ ایک سماجی برائی اور ضعیف الاعتقادی ہے کہ کوئی کام شروع کرنے سے پہلے اپنے مرشد سے اجازت لیناضروری سمجھا جاتا ہے اگر مرشد اجازت دے تو کام شروع کیا جاتا ہے یہاں بھی بزر جمہر پابندی عائد کرتا ہے کہ نوشیر وان کو چالیس دن کے بعد تخت پر بٹھایا جائے۔ خلیل علی خاں اشک داستان "امیر حمزہ" میں لکھتے ہیں:

ایک شب نوشیر وان نے خواب دیکھا کہ مشرق سے ایک زاغ آیا میرے سر سے تاج اتار کر لے گیا پھر مغرب کی طرف سے ایک باز آیا۔ اس نے زاغ کو مار کر تاج میرے سر" پر رکھ دیا یہ خواب دیکھ کر بادشاہ جاگ اٹھا صبح کو بزر جمہر سے خواب بیان کر کے تعبیر پوچھی بزر جمہر نے عرض کی مشرق کی طرف ایک شہر خیبر ہے۔ اس شہر میں ایک بادشاہ زادہ حشام بن علقمہ خیبری نام پیدا ہو گا۔ وہ آکر حضور کا تاج چھین لے گا۔ مغرب کی طرف ایک شہر مکہ ہے ادھر سے ایک لڑکا حمزہ نامی آئے گا اور اس بے ادب کو مار کر پھر تاج و تخت حضور میں گزارے گا۔"(۹)

خلیل علی خاں اشک "داستان امیر حمزہ" میں توہم پرستی اور ضعیف الاعتقادی کا تذکرہ کرتے ہیں کہ جب کسی کا بچہ پڑھ لکھ کر اعلیٰ عہدے پر فائز ہو جاتا ہے تو لوگ حسد کی بنائی پر اس بچے پر جادو کر دیتے ہیں تاکہ اس سے عہدہ چھن جائے۔

کسی کو پیر مان کر اس کے سامنے سجدہ ریز ہونا توضعیف الاعتقادی کی سب سے بڑی مثال ہے جب کہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتے ہیں "سجدہ اگر جائز ہوتا تو میں بیوی کو حکم دیتا کہ وہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے۔" یہاں پر امیر کا بادشاہ کے پایہ تخت کو بوسہ دیناضعیف الاعتقادی ہے۔ خلیل علی خاں اشک "داستان امیر حمزہ" میں فرماتے ہیں:

بزر جمہر کے مشورے سے تمام لوگ امیر کے استقبال کے لیے آئے۔ امیر بادشاہ کو دیکھتے ہی مرکب سے کود پڑے اور پایہ تخت کو بوسہ دیا۔ تخت کیسخروی کو، جسے حشام جہنمی" لے گیا تھا۔ اپنے سر پر رکھ کر گیا۔"(۰۱)

خلیل علی خاں اشک "داستان امیر حمزہ" میں توہم پرستی اور ضعیف الاعتقادی کا تذکرہ کرتے ہیں کہ قبروں پر جا کر سجدہ کرنا، پیروں، فقیروں کی قدم بوسی کرنا بہت غلط ہے۔

ایک انسان کے پاس غیب کا علم کیسے ہو سکتا ہے۔ ایک مجلس میں دس شخص بیٹھے ہیں تو کوئی چیز چوری ہو جاتی ہے تو کیسے معلوم کیا جا سکتا ہے کہ اصل چور یہی شخص ہے۔ امیر کے پاس غیب کا علم ضعیف الاعتقادی ہے۔ امیر کس طرح جانتے ہیں کہ انگوٹھی عمرو ہی کے پاس ہے۔ خلیل علی خاں اشک "داستان امیر حمزہ" میں یوں رقم کرتے ہیں:

خواجہ بزر جمہر نے عمرو سے بادشاہ کی ملازمت کروائی عمرو بادشاہ کے پاس بیٹھے تھے کہ بادشاہ کی انگلی سے انگوٹھی چرائی اور خواجہ گراز الدین بختک سے ملنے کی نوبت آئی تو" انگوٹھی ان کی انگلی میں ڈال دی۔ مہتر اور عمرو کے درمیان لڑائی ہوئی۔ نوشیر وان نے چاہا کہ انگوٹھی ہاتھ سے نکال کر عمرو کو دیوے اسی وقت عمرو نے کہہ دیا جناب کوئی غیر تو آیا نہیں ابھی تلاشی لینی چاہیے۔ تلاشی لیتے ہوئے بختک کے ہاں انگوٹھی ملی بختک کو دربار سے نکال دیا گیا امیر نے تھوڑی دیر میں بادشاہ کو بتا دیا کہ بختک بے گناہ ہے یہ عیاری عمرو کی ہے۔"(۱۱)

AL-AASAR Journal
Quarterly *Research Journal*
www. al-aasar.com

Vol. 2, No. 1 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

خلیل علی خاں اشک ''داستان امیر حمزہ'' میں توہم پرستی اور ضعیف الاعتقادی کا ذکر کرتے ہیں کہ لوگ جادو کے ذریعے چوری کا الزام کسی بھی شخص کے سر ناحق لگا دیتے ہیں۔ اس شخص کو ناحق سزا بھگتنا پڑ جاتی ہے۔

مزاروں پر حاضری، مزاروں پر چڑھاوے چڑھانا اور مزاروں کی پوجا کرنا۔ داتا دربار پر حاضری دینا، جمعرات کے دن نیاز بانٹنا دربار جا کر قبر کو سجدہ کرنا۔ مردے سے مدد مانگنا ہی تو اصل میں توہم پرستی اور ضعیف الاعتقادی کی اصل مثالیں ہیں۔ خلیل علی خاں اشک ''داستان امیر حمزہ'' میں فرماتے ہیں:

امیر تل شاد کام پر تشریف لے گئے بختک نے ایک رقعہ خواجہ عمرو کو لکھا پانچ سو تمن اور پانچ سو تمن کا تمسک بطریق نذرانہ بھیجا جاتا ہے عمرو اس پر خوش ہو گئے اور شکریہ ادا کیا۔''(۲۱)

خلیل علی خاں اشک ''داستان امیر حمزہ'' میں توہم پرستی اور ضعیف الاعتقادی کا تذکرہ کرتے ہیں کہ ان جعلی پیروں کو پانچ سو، ہزار نذرانہ دے دیا جائے تو خوش ہو جاتے ہیں ان کا ذریعہ معاش تعویذ گنڈا ہی ہوتا ہے۔

یہ انسانی فطرت ہے کہ انسان جب کسی مصیبت میں مبتلا ہوتا ہے تو وہ اس سے نجات کی کوشش کرتا ہے۔ حکیموں کے پاس جا کر علاج کرواتا ہے ان کو اپنا پیر مانتا ہے کہ وہ بزرگ ہی اس کو اس مصیبت سے نجات دلا سکتے ہیں۔ یہ ضعیف الاعتقادی کی بڑی مثال ہے۔ خلیل علی خاں اشک ''داستان امیر حمزہ'' میں فرماتے ہیں:

اسی طرح معمول کے مطابق امیر محافظوں سے بچ کر ہر شب ملکہ مہر نگار کے پاس تشریف لے آتے۔ رات مے خانی، عیش و عشرت میں بسر ہوئی ایک رات قارن پہلوان نے دوڑ کر امیر کو تلوار ماری امیر کا سر پھٹ گیا امیر نے رو رو کر اللہ سے دعا کی کہ میرے سر کا زخم اچھا ہو جائے اتنے میں حضرت ابراہیم علیہ السّلام نے آ کر امیر کے سر پر ہاتھ پھیرا اور فرماتے ہیں حمزہ دیکھو آپ کا زخم بالکل ٹھیک ہو گیا۔''(۳۱)

خلیل علی خاں اشک ''داستان امیر حمزہ'' میں توہم پرستی اور ضعیف الاعتقادی کا ذکر کرتے ہیں کہ اگر کسی شخص کے کوئی زخم ہو جائے تو پیر صاحب راکھ دیتے ہیں، کہتے ہیں کہ اس راکھ کو گھول کر زخم پر لگاؤ۔ راکھ لگتے ہی زخم بہتر ہو جاتا ہے۔

لات و منات کا ذکر کرنا آتش کدوں کو پوجنا، گائے کو اپنا خدا ماننا تو ہم پرستی اور ضعیف الاعتقادی کی مثالیں ہیں۔ آگ سے مدد مانگنا یہ خیال کرنا کہ جس طرح آگ سے روشنی پیدا ہوتی ہے اسی طرح اس کی چمک سے سارا گھر روشن ہو جائے گا گویا آگ کی روشنی کو گھر کی سلامتی تصور کرنا ضعیف الاعتقادی ہے۔ خلیل علی خاں اشک ''داستان امیر حمزہ'' میں لکھتے ہیں:

بادشاہ کے حکم کے مطابق بختک بارگاہ سے باہر آیا بادشاہ سراندیب کے قاصد کے ہاتھ سے عرضی لے کر حضور میں شہنشاہ سر دربار با آواز پڑھنے لگا۔ بعد ذکر معبودی لات و منات اور توصیف آتش کدہ نمرود وصفت فریدون و قباد لکھا۔''(۴۱)

خلیل علی خاں اشک ''داستان امیر حمزہ'' میں توہم پرستی اور ضعیف الاعتقادی کا تذکرہ کرتے ہیں کہ ہم لوگ لات و منات سے مدد مانگتے ہیں ان کے سامنے جھکتے ہیں تاکہ وہ اللہ سے دعا کریں اور ہماری مشکلیں آسان ہو جائیں۔

انسان جب کسی کام میں مشکل محسوس کرتا ہے تو وہ درباروں پر جا کر دعا مانگتا ہے، کہتا ہے یا الیاس یا حضرت گنج بخش یا پیر مصطفیٰ میری مدد کر کہ میرا بیڑا پار لگے میں بیچ دریا میں پھنسا ہوں تیرا کام مجھے کنارے لگانا ہے۔ یہ انسانی فطرت ہے کہ انسان مرادیں حاصل کرنے کے لیے منتیں مانگتا ہے۔ ایک عاشق ہی کو دیکھ لیں کہ اپنے عشق کی منزل پر پہنچنے کے لیے دربدر کی ٹھوکریں کھاتا ہے۔ چالیس چالیس دن رات گوشہ نشینی اختیار کر کے چلے کاٹتا ہے کہ اس کی مراد پوری ہووے یہ ضعیف الاعتقادی اور توہم پرستی نہیں تو اور کیا ہے۔ خلیل علی خاں اشک ''داستان امیر حمزہ'' میں رقم طراز ہیں:

AL-AASAR Journal
Quarterly *Research Journal*
www. al-aasar.com

Vol. 2, No. 1 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

”روروکر کہنے لگا یہ بیڑا تیرے ہاتھ میں ہے تو ہی پار لگائے گا۔ کبھی کہتا کہ یا حضرت الیاس اگر اس بیڑے کو، کہ بیچ منجدھار میں پھنسا ہے کنارے لگاؤ گے تو بیڑا چھوڑنے کی تو اس طرہ بے آب میں طاقت نہیں ہے مگر سواد مڑی کی شکر کی پڑیا تمہارے نام پر دریا میں چھوڑوں گا۔ سوائے اس کے تمہارے بھائی حضرت خضر تم سے بہت خوش ہوں گے۔ میں ان کا نظر کردہ ہوں۔“(۵۱)

خلیل علی خاں اشک ”داستان امیر حمزہ“ میں توہم پرستی اور ضعیف الاعتقادی کا تذکرہ کرتے ہیں کہ جب انسان ڈوبنے لگتا ہے تو وہ حضرت الیاس سے منت سماجت کرتا ہے کہتا ہے یا الیاس تو ہی بیڑا پار لگا۔ اسی طرح لوگ اپنے پیروں کے سامنے ہاتھ جوڑتے ہیں، کہتے ہیں اگر نظرِ کرم ہو جائے تو میرا بیڑا پار لگ جائے گا۔

ہمارے سماج میں یہ بات عام پائی جاتی ہے کہ کہیں لوگ بزرگوں سے مرادیں مانگتے ہیں تو کہیں پرندوں کی آوازوں میں اپنے لیے بھلائی چاہتے ہیں ہمارے ہاں کہا جاتا ہے کہ اُلو کے بولنے سے انسان مصیبت کا شکار ہوتا ہے اگر الو روز ایک انسان کے سر پر بولے تو کہا جاتا ہے کہ بس یہ الو اس کی موت واقع کروائے گا۔ الو اور اس کی آواز کو منحوس قرار دیا جانا توہم پرستی ہے۔ خلیل علی خاں اشک ”داستان امیر حمزہ“ میں لکھتے ہیں:

”جہازوں کے دیدبانوں نے غل مچایا کہ بڑا ہی طوفان آیا عمرو کے چھکے چھوٹ گئے کہنے لگے یا الیاس بچانا عمرو نیچے کو چلا دیکھا تو ایک نہنگ منہ کھولے بیٹھا ہے عمرو کے حواس اڑ گئے یہ بلا کہاں سے آئی ہے عمرو نے دیکھا کہ ایک چوب رکھا ہوا ہے اس کے طبلے پر نام سکندر ذوالقرنین کا لکھا ہوا ہے عمرو نے چوب اس پر ماری اس کی آواز سے چونسٹھ کوس تک دریا میں تلاطم پڑ گیا جتنے جانور آبی تھے سب دریا کے اوپر تیر آئے پرند جو اس میل میں رہتے تھے سب گھبرا کر یک بار اڑے۔“(۶۱)

اسی طرح چھت پر بیٹھ کر اگر کوّا کائیں کائیں کرے تو کہا جاتا ہے کوّا بول رہا ہے یہ مہمان کے آنے کا پیغام دے رہا ہے۔ یہ ہماری ضعیف الاعتقادی کی نشانی ہے۔

چیل، کوّوں کا آسمان پر گول چکر کی صورت میں گھومنا بادل آنے کی نشانی ہے۔

اکثر انسانوں پر جب کوئی بلا آتی ہے کوئی جن دیو وغیرہ عاشق ہوتا ہے تو وہ اسمِ اعظم پڑھ کر پھونکتے ہیں کہ یہ پریشانی دُور ہو جائے۔ یہ ضعیف الاعتقادی اور توہم پرستی کی مثالیں ہیں ہمارا معاشرہ توہم پرستی اور ضعیف الاعتقادی سے بھرا پڑا ہے ہر وقت لوگ اسمِ اعظم سے مدد مانگتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ لات و منات کے ورد سے ہمارے حالات بہتر ہو جائیں گے معاشی پریشانی دُور ہو جائے گی۔ اکثر مائیں بچے کی ضد پر اسمِ اعظم کا سہارا لیتی ہیں اگر بچہ ہنستا ہے تو کہتی ہیں کہ اس کو پریاں آ کر ہنسا رہی ہیں، روتا ہے تو کہتی ہیں کسی کی بُری نظر میرے بچے پر پڑی ہے۔ خلیل علی خاں اشک ہمیں معاشرے کی توہم پرستی اور ضیف الاعتقادی سے آگاہ کرنا چاہتے ہیں۔ خلیل علی خاں اشک ”داستان امیر حمزہ“ میں لکھتے ہیں:

”اسمِ اعظم جو حضرت نے عنائت کیا تھا آنکھ بند کر کے پڑھنا شروع کر دیا آناً فاناً حضرت خضر نے کہا عمرو آنکھیں کھولو دیکھا تو اپنے آپ کو خشکی میں پایا۔“(۷۱)

خلیل علی خاں اشک ”داستان امیر حمزہ“ میں توہم پرستی اور ضعیف الاعتقادی کا ذکر کرتے ہیں کہ اگر کسی شخص پر کوئی بلا عاشق ہو جاتی ہے تو ہمارے جعلی پیر اپنے ٹونے ٹوٹکے آزماتے ہیں اگر کسی پیر کا ٹونا چل گیا تو وہ ہمارے لیے ولی اللہ بن جاتا ہے۔ اکثر تو پیر صاحب جان کے دشمن بن جاتے ہیں۔

ہمارے معاشرے کے مرد کیا، عورتیں کیا سب ضعیف الاعتقادی کا شکار ہیں۔ کہتے ہیں جی موتی مسجد میں بڑے جن رہتے ہیں جن کو یہ اسمِ اعظم پسند ہے اگر موتی مسجد میں جا کر یہ اسمِ اعظم پڑھ کر دعا مانگی جائے تو جن اللہ سے دعا کرتے ہیں اور انسان اپنی مراد کو پہنچ جاتے ہیں۔ بیماروں کو شفا، بے روزگاروں کو روزگار اور بے اولادوں کو اولاد اور غیر شادی شدوں کی من پسند شادی موتی مسجد کے جنوں کی دعا سے ہو جاتی ہے۔ خلیل علی خاں اشک ”داستان امیر حمزہ“ میں لکھتے ہیں:

”عمرو اس کام کے لیے جا رہا تھا راستے میں تھک کر ایک درخت کے نیچے بیٹھ گیا ایک عرصہ کے بعد ایک بزرگ کو اپنے داہنے کھڑا دیکھا۔ فرمایا میرا نام الیاس ہے تیری امانت تجھ کو دینے آیا ہوں۔ جال اور کملی دے کر غائب ہو گیا۔“(۸۱)

خلیل علی خاں اشک ”داستان امیر حمزہ“ میں توہم پرستی اور ضعیف الاعتقادی کا تذکرہ کرتے ہیں کہ یہ جھوٹے پیر لوگوں کو دھوکہ دیتے ہیں۔ من گھڑت کہانیاں سناتے ہیں اور اپنے جال میں پھسا کر دولت حاصل کرتے ہیں۔

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com

Vol. 2, No. 1 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

ہمارے معاشرے میں یہ بات عام ہے کہ رنگوں کا اثر انسانی زندگی پر ضرور ہوتا ہے۔ بیوہ کے لیے سفید رنگ اور شیعہ حضرات کے لیے سیاہ لباس اگر کوئی شادی شدہ لڑکی سفید لباس پہن لے تو کہا جاتا ہے کہ یہ منحوس ہے اس نے جیتے جی خاوند کے لیے سفید لباس ملبوس کر لیا ہے۔ اسی طرح اگر کسی کو محرم کے مہینے میں سیاہ لباس پہنے ہوئے دیکھتے ہیں تو کہتے ہیں کہ یہ شیعہ مسلک سے تعلق رکھتا ہے۔ پریوں کا لباس ان کے سفید پَر ہوتے ہیں۔ انھیں چڑیاں کہا جاتا ہے اور کچھ لباس ایسے ہوتے ہیں جن کو پہن لینے سے انسان مصیبت سے بچ جاتے ہیں۔ خلیل علی خاں اشک ''داستان امیر حمزہ'' میں لکھتے ہیں:

''کملی بچھا کر تمام جواہر کو دیکھا دروازے کے پاس گیا تو دروازہ آنکھوں سے اوجھل ہو گیا زاری میں دیکھا کہ ایک بزرگ پاس کھڑا ہے اس نے ایک جامہ پیش کیا کہ پہن لے اس کو دیو جامہ کہتے ہیں اس کے پہننے میں جمیع بلیات و آفات سے محفوظ رہے گا۔ تمام دنیا کی اشیا اس میں ڈال دے گا تو غائب ہو جائیں گی عمرو تسلیم بجالایا۔''(۹۱)

خلیل علی خاں اشک ''داستان امیر حمزہ'' میں توہم پرستی اور ضعیف الاعتقادی کا ذکر کرتے ہیں کہ ہم لوگ اتنے ضعیف عقیدے کے مالک ہیں کہ اگر پیر صاحب نے منع کر دیا کہ سیاہ لباس نہیں پہننا تو ہم سیاہ لباس اپنے اوپر حرام کر دیتے ہیں۔

ہمارے سماج کے بزرگ بڑے ہی نورانی چہرہ ہوتے ہیں۔ یہ نورانی چہرہ بزرگ لوگوں کو تعویذ، بازو بند اور ٹونے ٹوٹکے بتاتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ ان کو عمل میں لا کر تم دوسروں پر بازی لے جاؤ گے۔ طالب علم امتحان میں کامیابی حاصل کرنے کے لیے یہ بازو بند اپنے بازو پر باندھ لیتا ہے تا کہ جو الفاظ اس کے ہاتھ سے لکھے جائیں وہ بالکل ٹھیک ہوں۔ اگر طالب علم امتحان میں کامیاب ہو جاتا ہے تو کہتا ہے کہ یہ اس بازو بند کی برکت ہے کہ میں کامیاب ہو گیا۔ خلیل علی خاں اشک ''داستان امیر حمزہ'' میں رقم طراز ہیں:

''اس پر کئی بزرگ نورانی چہرہ بیٹھے ہیں۔ ان میں سے ایک بزرگ نے امیر کو سلام کیا اور بازو بند حمزہ کو دے کر کہا اسے اپنے بازو پر باندھ لو۔ کبھی بازو تیر اپنجہ حریف سے خم نہ ہو گا۔ پیش دستی کبھی حریف پر نہ کرنا۔ نصیحتیں کر کے آدم نے امیر کو گلے سے لگا لیا خوشی کے مارے امیر کی آنکھیں کھل گئی امیر نے اٹھ کر دوگانہ نفل ادا کیے۔ فاتحہ پڑھ کر سالم کے پاس گیا۔''(۰۲)

اسی طرح لڑائی کے میدان میں دو پہلوان نکلتے ہیں ایک ہار جاتا ہے اور دوسرے کو جیت نصیب ہوتی ہے۔ جیتنے والے نے کسی نورانی چہرے والے بزرگ کا بازو بند باندھا ہوتا ہے تو وہ سمجھتا ہے کہ میری جیت کا سبب یہ بازو بند ہے اس کی برکت سے میری عزت بر قرار رہی ہے۔

قبروں کو بوسہ دینا، پیروں، فقیروں کے پاؤں چومنا ان سے منتیں مانگنا اگر کوئی انسان سفر کر رہا ہو دوسرے ساتھی تک پہنچنا چاہتا ہو تو وہ پیر مرد سے منت مانگتا ہے کہ مجھے طاقت دے تا کہ میرا سفر آسان ہو جائے اور میں اپنی منزل اور اپنے ساتھیوں تک جلد پہنچ جاؤں انتظار کرنا بہت مشکل ہے مگر کہا جاتا ہے کہ انتظار موت سے بھی بُری چیز ہے۔ انسان کی آواز میں اتنی طاقت کیسے ہو سکتی ہے کہ وہ ہزاروں میل کا سفر طے کرنے سے پہلے اپنی بات پہنچا سکے۔ یہ توہم پرستی کی مثال ہے۔ خلیل علی خاں اشک ''داستان امیر حمزہ'' میں لکھتے ہیں:

''عمرو سفر کر رہے تھے کہ ایک پیر مرد نظر آیا عمرو نے سوچا اس تک جا پہنچے تا کہ راستہ بہ سہولت کٹے عمرو قدم مرد پیر کی طرف بڑھاتا اور مرد پیر اور آگے چلے جاتے عمرو نے تھک کر منت کی کہ میرا انتظار کریں دیکھا تو خضرؑ تھے۔ پاؤں کو بوسہ دیا خضر علیہ السّلام نے کہا عمرو، امیر زہر ملا پانی پینے لگے ہیں تم جا کر منع کرو لیکن یاد رکھنا چلتے جاؤ اور آواز دیتے جاؤ کہ مت پینا عمرو نے ایسا ہی کیا۔ عمرو کی آواز نہ پینا امیر تک پہنچتی گئی جب امیر پانی پینے لگتے تو غائبانہ آواز آتی مت پیو۔''(۱۲)

خلیل علی خاں اشک ''داستان امیر حمزہ'' میں توہم پرستی اور ضعیف الاعتقادی کا تذکرہ کرتے ہیں کہ علم کے ذریعے اپنی آواز دُور دراز بیٹھے ہوئے شخص تک پہنچائی جاتی ہے اور اس کو ہر طرح کی مصیبت سے بچایا جاتا ہے۔

خلیل علی خاں اشک یہاں کہنا چاہتے ہیں کہ انسان اپنے اوپر جنوں کو سبقت دیتے ہیں کہ جن کی مدد سے ان کی دوا قبول ہوتی ہے یہ اپنی منزلِ مقصود پر پہنچتے ہیں۔ خلیل علی خاں اشک ''داستان امیر حمزہ'' میں لکھتے ہیں:

AL-AASAR Journal
Quarterly *Research Journal*
www. al-aasar.com

Vol. 2, No. 1 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

عبدالرحمن نے سلام علیک کی۔ امیر نے سلام علیک کا جواب دے کر پوچھا کہ آپ کون ہیں۔ عبدالرحمن نے کہا میں شہپال بن شاہ رخ شہنشاہ پردۂ قاف کا وزیر ہوں نام میرا ” عبدالرحمن ہے میں نے اکثر دیو و غول و جن کا دودھ آپ کو پلوایا کہ جوانی میں کسی سے آنکھ نہ جھپکے اور سرمہ سلیمانی آنکھوں میں دے کر ایک گہوارہ آپ کے گھر سے شہنشاہ کے حسب الطلب میں نے اٹھا منگوایا تھا اور گھر بھیج دیا تھا۔ میں نے قرعے کی رو سے معلوم کیا کہ آپ زہرہ آلود سے مجروح اس میدان میں بے ہوش پڑے ہیں بادشاہ نے مرہم سلیمانی اور ڈالیاں قاف کے پردے کی میرے ساتھ اور مجھے آپ کے پاس بھیجا کہ تیمارداری کروں ویسے ہی آپ کو کوہ میں پایا تخت پر لٹا کر غار میں لے آیا۔“(۲۲)

خلیل علی خاں اشک کے خیال میں اکثر جن انسانوں پر عاشق ہو جاتے ہیں۔ عاشق بھی کوئی عام عاشق نہیں بلکہ اس حد تک کہ ہر وقت محبوب کو اپنے سامنے دیکھنا چاہتے ہیں۔ یہ جن حضرات جہاں ان کا محبوب بے یارو مددگار ہوتا ہے وہاں مدد کے لیے پہنچ جاتے ہیں۔ امیر کا جھولا اٹھا کر پردۂ قاف کی سیر کرواتے تھے تو آج غار میں امیر بیمار پڑے تو بھی تخت سلیمانی لے کر مدد کے لیے پہنچ گئے۔

لوگ جادو کے اثر کو دُور کرنے کے لیے اسمِ اعظم کا سہارا لیتے ہیں۔ ہمارے معاشرے کی عورتیں دوسروں کا برا کرنے کے لیے جادو کرتی ہیں اور جس پر جادو ہو جاتا ہے وہ یہ اسمِ پڑھ کر اثر دُور کرتی ہیں جادو برحق ہے ہمارے رسولؐ پر بھی ہوا لیکن قرآن میں صورتیں موجود ہیں جن کو پڑھ کر جادو کا اثر زائل کیا جاتا ہے۔ سورۃ بقرۃ کی تلاوت جس گھر میں ہو وہاں جادو نہیں ہو سکتا نہ ہی کسی جن، پری دیو کا اثر ہو سکتا ہے لیکن توہم پرستی کی جڑیں مضبوط ہو چکی ہیں۔ خلیل علی اشک ”داستان امیر حمزہ“ میں لکھتے ہیں:

حضرت خضرؑ نے فرمایا کہ اے صاحبقران، یہ محنت شاقہ تو نے اپنے دل میں مول لی نہیں تو ایسا نہ ہوتا تو جانتا ہے کہ یہ طلسم ہے اور بے دیکھے لوح کے جو جی چاہتا ہے سو کر بیٹھتا ” ہے۔ اب ایک کام کر کہ یہ اسم تجھ کو بتاتا ہوں تیر پر دم کر کے ان دیوؤں میں سے جس کی پیشانی پر ایک خال عقیق سا چمک رہا ہے۔ اس پر مار، یہ بلا دفع ہو گی صاحبقران نے ارشاد حضرت خضرؑ پر عمل کیا دیکھا کہ کوئی دیو نہیں ہے۔ وہی عفریت دو ٹکڑے ہوئے پڑا ہے۔ مگر سر عفریت کی گردن پر نہیں ہے۔“(۳۲)

خلیل علی خاں اشک ”داستان امیر حمزہ“ میں توہم پرستی اور ضعیف الاعتقادی کا تذکرہ کرتے ہیں کہ اکثر لوگوں کو جن بھوت کا سایہ ہو جاتا ہے تو وہ حاجی صاحب کے پاس جاتے ہیں کہتے ہیں کہ مجھ پر جن عاشق ہو گیا ہے۔ حاجی ایسا کچھ کریں کہ یہ جن میرا پیچھا چھوڑ دے۔ حاجی صاحب تعویذ، فلیتے کی دھونی دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس دھونی کے اثر سے یہ جن بھاگ جائے گا اور تمھاری تمام مشکلیں آسان ہو جائیں گی۔

قرآن مجید الہامی کتاب ہے۔ اللہ نے اس کتاب میں ہر مسئلے کا حل بیان کیا ہے اسی طرح اللہ نے جنوں کو شکست دینے اور ان کے جادو سے محفوظ رہنے کے لیے مختلف سورتیں نازل فرمائیں ہیں جب حضرت خضرؑ امیر کی مدد کو پہنچ کر امیر کو طلسم سے نجات دلاتے ہیں۔ خلیل علی خاں اشک ”داستان امیر حمزہ“ میں لکھتے ہیں:

حضرت خضرؑ نے فرمایا کہ عفریت کی ماں اسی غار میں عفریت کا سر لیے بیٹھی۔ دھنیے کے پتے اس کے خون میں ڈبو کر سحر دم کر کے آسمان پر پھینکتی تھی اس کا عفریت دو بن کر ” تیرے مقابلے کو آتا ہے غار میں چل کر اس کو بھی مار کر طلسم فتح ہوا صاحبقران حضرت خضرؑ کے ساتھ غار میں گئے معلونہ جادوئے جو حضرت خضرؑ کو صاحبقران کے ساتھ دیکھا قسمیں کھا کر بولی کہ اے پیر مرد، معلوم ہوا کہ یہ سب تیرا فساد ہے تو نے ہی اس آدم زاد کے ہاتھوں میرے بیٹے کو مروا ڈالا بہر حال میں تجھ کو جیتا نہ چھوڑوں گی۔ یہ کہہ کر جادو کرنے لگی۔ حضرت خضر نے ایک افسوں دم کر کے اس ملعونہ کے سر پر جو پھونکا آناً فاناً میں وہ جہنم واصل ہوئی اور آثار طلسم کے دُور ہو گئے۔ حضرت خضر نے صاحبقران کو فتح طلسم کی مبارک باد دی۔“(۴۲)

خلیل علی خاں اشک ”داستان امیر حمزہ“ میں توہم پرستی اور ضعیف الاعتقادی کا ذکر کرتے ہیں کہ معلونہ اپنے عزیزوں پر جادو ٹونے کرتی ہے۔ کہتی ہے میرے لختِ جگر کی جان تم لوگوں نے لی ہے مَیں تمھیں معاف نہیں کروں گی تم بھی میرے جادو سے مر جاؤ گے۔

انسانی فطرت ہے کہ وہ وعدہ خلافی کرتا ہے توہم پرستی میں مبتلا ہو کر وعدہ خلافی ہو گئی امیر نے طلسم کی دنیا میں داخل ہو کر ملکہ مہر نگار سے شادی کا وعدہ فراموش کر دیا۔ عبدالرحمن بولا کہ یا صاحب قران یہ وعدہ خلافی ہے۔ خلیل علی خاں اشک ”داستان امیر حمزہ“ میں لکھتے ہیں:

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com

Vol. 2, No. 1 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

"عفریت وملعونہ کے جادو کے قتل کی خبر تمام اقلیم قاف میں پہنچی تھی۔ دیو سمندون ہزار دست سن کر بہت خیرہ و دفع ہوا کہ بادشاہ نے زلازل قاف کو چک سلیمان نامی ایک آدم زاد کو پردہ دنیا سے بلا کر عفریت سے دیو اور اس کے ماں باپ کو قتل کروایا اور طلسمات شہرستان زریں کو تڑوایا خود آکر اس کو گلستان ارم میں لے گیا اور اپنی بیٹی سے نامزد کیا بہت بُرا کیا۔ حال مجھ پر واجب ہوا کہ میں عفریت کے خون کا بدلہ لوں یہ کہ کر سفید دیو کو کہ اس کا سپہ سالار ہے۔ چار سو دیو ساتھ لے کے بھیجا کہ جلد جا کر اس آدم زاد کو لے آؤ۔"(۵۲)

خلیل علی خاں اشک "داستان امیر حمزہ" میں توہم پرستی اور ضعیف الاعتقادی کا ذکر کرتے ہیں کہ عفریت اور معلونہ کا کام ہی جادو کر کے دوسروں کو تکلیف پہنچانا ہے۔ ان کو جتنی بھی سزا دی جائے یہ اپنی عادت سے باز نہیں آتے ہیں۔

لڑکی کی پیدائش کو نحوست خیال کیا جاتا ہے کہ جانے اس کا نصیب کیسا ہو یہ توہم پر بوجھ بن کے رہ گئی ہے اسی طرح صاحبقران کا لڑکی کی پیدائش پر غمگین ہونا اور اچھی قسمت کا سن کر خوش ہونا ضعیف الاعتقادی کی مثال ہے۔ خلیل علی خاں اشک "داستان امیر حمزہ" میں فرماتے ہیں:

"جب سال تمام ہوا۔ آسمان پری کے بطن سے ایک لڑکی آفتاب کی سی صورت پیدا ہوئی۔ بادشاہ تو بہت خوش ہوا لیکن صاحبقران لڑکی کے پیدا ہونے سے کمال دلگیر ہوئے۔ عبدالرحمن نے کہا کہ یا صاحبقران یہ لڑکی ایسی زور آور و صاحب نصیب ہو گی کہ تمام دیوان سرکش قاف کو زیر کرے گی۔ صاحبقران قاف کہلائے گی صاحبقران یہ بات سن کر بہت خوش ہوا۔ بادشاہ نے کئی مہینے تک نواسی کے پیدا ہونے کا جشن کیا۔"(۶۲)

خلیل علی خاں اشک "داستان امیر حمزہ" میں توہم پرستی اور ضعیف الاعتقادی کا تذکرہ کرتے ہیں کہ لڑکی کی پیدائش کو منحوس خیال کیا جاتا ہے کہ یہ ہماری عزت کو بٹہ لگائے گی، ساری عمر ہمارے گلے کا ہار بن کر رہے گی۔

ہر انسان کو اپنے مستقبل کی فکر ہوتی ہے، اچھے مستقبل کے خواہاں پامسٹروں کے پاس جا کر زائچے بنواتے ہیں تاکہ اپنے آنے والے دنوں کے حالات کا جائزہ لے سکیں۔ انسان کی ضعیف الاعتقادی کا یہ حال ہے کہ انسان اپنی قسمت کا حال زائچوں کی مدد سے معلوم کرتا ہے۔ خلیل علی خاں اشک "داستان امیر حمزہ" میں لکھتے ہیں:

"عبدالرحمن نے تختہ روبرو رکھ کر قرعہ نکالا اور ہر مشکل کو ضرب دے کے سولہ خانوں میں زحل کے بھرا اور زائچے کو کھینچ کر دیکھا تو حمزہ کو ریگ کے نیچے دبا پایا بادشاہ نے جن دیووں پر تخت رکھوا کے حمزہ کو بھیجا تھا۔ ان کو بلا پوچھا کہ حمزہ کو تم کہاں پہنچا آئے۔ وہ بولے آسمان پری کے حسب الحکم بیابان حیرت میں چھوڑ آئے ہیں اور اگر دنیا میں پہنچاتے تو شہزادی کے حکم سے مارے جاتے یا جلاوطن ہوتے۔ بادشاہ کا رنگ غصے کے مارے سرخ ہو گیا آسمان پری کی طرف دیکھ کر کہا کہ یہ کیا حرکت ہے؟ وہ بولی مجھ کو دنیا میں حمزہ کا بھیجنا گوارہ نہیں۔"(۷۲)

خلیل علی خاں اشک "داستان امیر حمزہ" میں توہم پرستی اور ضعیف الاعتقادی کا تذکرہ کرتے ہیں کہ آسمانی پریاں بچوں پر عاشق ہو جاتی ہیں جب بچے کو پنگوڑے میں لٹایا جاتا ہے تو وہ اٹھا کر لے جاتی ہیں۔ کبھی بچے کو ہنساتی ہیں اور کبھی رلاتی ہیں اس لیے مائیں اپنے بچوں کی حفاظت کے لیے چھری بچے کے سرہانے رکھتی ہیں۔ ان کے خیال میں بھوت پریت چھری سے ڈرتے ہیں اور بچے کے پاس نہیں آتے ہیں۔

جن انسانوں کے مخالف ہوتے ہیں ہمیشہ انسان کو مار کر ان کو سکھ آتا ہے۔ جنوں کا مقام جنگل بیابان ہوتے ہیں ان کی دنیا الگ ہوتی ہے اگر کوئی انسان ان کی دنیا میں دخل اندازی کرے تو وہ ان سے بچ نہیں سکتا۔ خلیل علی خاں اشک "داستان امیر حمزہ" میں فرماتے ہیں:

"اسی حالت میں آنکھ امیر کی لگ گئی۔ دیکھا کہ ایک بزرگ سبز پوش کھڑے کہتے ہیں کہ اے فرزند میں نوحؑ پیغمبر ہوں۔ اس دریا میں میرا نیزہ ہے۔ اس واسطے اس کے اوپر سے پانی جانے نہیں دیتا نصف دریا میں جا کر اس اسم اعظم کو پڑھ۔ وہ نیزہ تیرے ہاتھ آئے گا۔ امیر نہائت خوش ہوئے۔ اس عالم رویا میں حضرت نوحؑ کے قدم چومے۔ ہر گاہ بیدار ہوئے۔ مشک و عنبر کی خوشبو سے دماغ معطر ہو گیا۔ بیڑے پر پھر سوار ہوئے۔ اسم تعلیم کردہ حضرت نوحؑ پڑھتے چلے گئے۔ جب نصف دریا تک پہنچے پہلے پانی نے جوش کھایا۔ بعد ازاں ایک چھوٹا سا صندوق تہہ آب سے اٹھ کر بیڑے کے نزدیک آیا۔"(۸۲)

AL-AASAR Journal
Quarterly *Research Journal*
www. al-aasar.com

Vol. 2, No. 1 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

بزرگوں کی کرامات کا چرچا ہمارے معاشرے میں عام ہے کہ لوگ انھیں اپنی زندگی کا سرمایہ سمجھتے ہیں۔ اپنے ہر کام کا آغاز ان کے توسط سے کرتے ہیں کہتے ہیں کہ مجھے امتحان میں کامیابی ان بزرگوں کے توسط سے ملی ہے۔ ان کے نظارے سے خوابوں کی دنیا حسین ہو جاتی ہے۔

خلیل علی خاں اشک ہمیں معاشرے کی ضعیف الاعتقادی سے آگاہ کر رہے ہیں کہ امیر نے اسلام کی خاطر اپنی جان کی بھی پروا نہیں کی، لیکن جنوں اور دیوؤں کے چنگل سے آزادی حاصل نہ کر سکے۔ کہیں یہ جن امیر سے مدد طلب کرتے ہیں کہیں یہ امیر ہی کی جان کے دشمن بن جاتے ہیں۔ خلیل علی خاں اشک ''داستان امیر حمزہ'' میں لکھتے ہیں:

"ایک عورت بندھی پڑی ہے اس کے سینے پر ایک جن خنجر ہاتھ میں لیے بیٹھا ہے امیر کو دیکھ کر وہ عورت پکارنے لگی کہ شہ کنندۂ طلسم مجھ کو اس ہاتھ سے بچا اس کے اس بات کہنے سے جن نے اس کا سر کاٹ دیا اور دیو کی گودی میں ڈالا اس نے بدستور حوض میں پھینک دیا۔ اس وقت اسمِ اعظم پڑھ کر تیر اس دیو کے کنٹھے میں مارا، امیر نے وہی عمل کیا۔ دیو کے مرتے ہی شور و غل پیدا ہوا۔ بدیع الملک نامی تیر افرزند اس طلسم کو توڑے گا باقی رہا اس طلسم سے نکلنا اس اسمِ کو پڑھ کر دروازے کی طرف بڑھنا ایک ہرن سینگوں پر سنگوٹیاں جڑاؤ چڑھا کے نوکوں پر سینگوں کی دو لعل جڑے ہوئے امیر کے برابر نکلا۔ امیر اسم پڑھتے ہوئے اس ہرن کے پیچھے دوڑے ملکہ سلیم شاعر اں بھی اپنے پریزادوں سمیت امیر کے پیچھے چلی قلعے میں شور و غل پیدا ہوا کہ دربند سے قیدی بھاگے جاتے ہیں ہرن ان پہاڑوں میں جا کر امیر کی نگاہ سے اوجھل ہو گیا۔"(۹۲)

خلیل علی خاں اشک ''داستان امیر حمزہ'' میں توہم پرستی اور ضعیف الاعتقادی کا تذکرہ کرتے ہیں کہ جنوں کی فطرت میں دھوکہ دینا لکھا ہے۔ یہ کبھی بھی کسی انسان کے دوست نہیں ہو سکتے ہیں۔ اس لیے ہر انسان بھوت پریت کے سائے سے ڈرتا ہے پھر بھی اگر یہ جن پیچھا نہ چھوڑیں تو لوگ مجبور ہو کر پیر صاحب کے پاس جاتے ہیں۔ پیر صاحب چھریاں گرم کر کے انسانوں کو داغتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ مار جن کو ماری جا رہی ہے۔

جس طرح انسان دھوکے باز ہے اسی طرح جن بھی دھوکے باز ہیں۔ انسانوں کی طرح جن بھی شادی بیاہ رچاتے ہیں۔ جنوں کی ایک الگ دنیا ہے، جو انسان کو نظر نہیں آتی ہے۔ خلیل علی خاں اشک ''داستان امیر حمزہ'' میں لکھتے ہیں:

"عقرب سلیمانی سے اس دیو کے دو ٹکڑے کیے دیو جو قلعے کو گھیرے ہوئے تھے آ کر امیر پر گر گئے۔ امیر نے بہت سے دیو قتل کیے بقید السیف سر پر پاؤں رکھ کر بھاگے جب کوئی دیو اس میدان میں نہ رہا۔ لاہوت شاہ قلعے کے باہر نکلا امیر کو بعد تعظیم و تکریم قلعے کے اندر لے گیا۔ امیر نے کہا لانیہ جو تیری بیٹی ہے اس کا عقد ارنائیس سے کر دے کہ میں نے اس سے وعدہ کیا ہے۔"(۰۳)

خلیل علی خاں اشک ''داستان امیر حمزہ'' میں توہم پرستی اور ضعیف الاعتقادی کا تذکرہ کرتے ہیں کہ ہمارے پیر صاحب باکمال انسان تھے۔ انھوں نے جنوں اور پریوں کی کئی شادیاں رچائی تھیں۔ جن جو مجھ پر عاشق ہوئے تو شاہ صاحب نے دم درود کے اثر سے یہ جن مجھ سے دُور بھاگ گیا اور جا کر لاینہ پری سے شادی کر لی۔

امیر پریشان ہیں کہ جس جن نے مجھ سے وعدہ کیا وفا نہ کیا، میں قاف کی دنیا سے کیسے نکلوں گا۔ انسان کیا؟ جن کیا؟ سب وعدہ فراموش ہوتے ہیں اگر ان میں وعدے کی پاسداری ہو تو یہ کبھی بھی دھوکے باز ثابت نہیں ہو سکتے۔ عشق میں وفا نہیں۔ ہجر و فراق کا سماں انسان پریشان حال جنوں سے مدد طلب کرتا ہے لیکن جن تو ہے ہی دھوکے باز قوم یہ کیسے انسان کے کام آ سکتے ہیں۔ خلیل علی خاں اشک ''داستان امیر حمزہ'' میں لکھتے ہیں:

"امیر دیکھیں تو حضرت خضرؑ ہیں اٹھ کر تعظیم دی اور کہا کہ یا پیغمبرِ خدا، کیا میں اس طرح سے قاف میں سرگرداں رہوں گا؟ جو شخص مجھ سے وعدہ کر کے وفا نہیں کرتا ارنائیس دیو نے کس کس طرح کی غلط فہمیاں کھائی ہیں لیکن ایفائے وعدہ نہ کیا۔ حضرت نے فرمایا! ابو العلا، وقت پر موقوف ہے انشائ اللہ المستعان تم دنیا میں جاؤ گے۔ مگر چندے کسالہ اور ہے ارنائیس دیو کا کچھ قصور نہیں ہے۔ اس کا ارادہ ایفائے وعدہ کا تھا لیکن آسمان پر عبد الرحمن سے تمہارا حال دریافت کر کے عقیق نگار سے اس کو قید کر کے لے گئی گلستان ارم میں جا کر قرار واقعی مزا دے کر زندان سلیمانی میں دونوں کو قید کیا۔"(۱۳)

AL-AASAR Journal
Quarterly *Research Journal*
www. al-aasar.com
Vol. 2, No. 1 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

خلیل علی خاں اشک ’’داستان امیر حمزہ‘‘ میں توہم پرستی اور ضعیف الاعتقادی کا تذکرہ کرتے ہیں کہ اگر کوئی شخص ان دیووں کے قبضے میں آجاتا ہے تو پھر اس کا دامن چھوڑنا بہت مشکل ہو جاتا ہے۔ شاہ صاحب بھی دیو کے شکنجے سے نہیں نکال سکتے ہیں۔ وہ تو صرف اپنے ٹونے ٹوٹکے آزماتے ہیں۔

جس طرح انسانوں کا ایک دوسرے پر رعب و دبدبہ ہوتا ہے اسی طرح جنوں کا بھی ہوتا راشدہ پری، سفید دیو سے بہت ڈرتی تھی۔ جادو کرنا انسانوں اور جنوں دونوں کی فطرت میں شامل ہے جس طرح انسان ایک دوسرے پر جادو کرتے ہیں اسی طرح جن بھی ایک دوسرے پر جادو کرتے ہیں اللہ نے اگر ایک بھائی کو اولاد سے نوازا اور دوسرے کو محروم رکھا تو جو اولاد سے محروم ہے وہ اپنے حقیقی بھائی کا دشمن بن گیا اس سے اولاد چھین لے یہ اس کی سوچ بن گئی پھر اس پر جادو کرنا شروع ہوا۔ خلیل علی خاں اشک ’’داستان امیر حمزہ‘‘ میں لکھتے ہیں:

راشدہ پری نے سفید دیو کی دہشت سے اپنے کو طلسم الجبال میں ڈالا وہ حاملہ تھی نو مہینے کے بعد ایک بیٹا پیدا ہوا۔ راشدہ نے اس کا نام ارشیون پری زاد رکھا۔ احوال اس کے ’’پیدا ہونے کا مع نام ایک کاغذ پر لکھ کر تیر کی پیکان میں باندھ کر، طلسم کے باہر پھینک دیا ایک پریزادے اس تیر کو پایا وہ بجنسہ اس تیر کو راشدہ جنی کے پاس لے گیا ارشیوں پری زاد آٹھ برس کا ہوا۔ اپنی ماں کو مخزون وملول دیکھ کر پوچھنے لگا تم مخزون وملول کیوں ہو؟ راشدہ نے تمام سرگزشت اپنی کہہ سنائی اور کہا کہ اے فرزند میں نے اپنی عزت بچانے کو اس طلسم میں اپنے کو ڈالا مگر جیتے جی اس سے نکلنا دشوار ہے۔‘‘(۲۳)

خلیل علی خاں اشک ’’داستان امیر حمزہ‘‘ میں توہم پرستی اور ضعیف الاعتقادی کا تذکرہ کرتے ہیں کہ جادو برحق ہے اور یہ لوگ ایک دوسرے کی بیٹیوں پر جادو کر دیتے ہیں۔ ان کے جادو کے اثر کی وجہ سے بیٹیوں کی عزتیں محفوظ نہیں رہتی ہیں۔ یہ بیٹیاں اپنی عزت بچانے کے لے اپنے آپ کو طلسم میں ڈال لیتی ہیں۔

خلیل علی خاں اشک بیان کر رہے ہیں کہ جادو کا اثر زائل ہو سکتا ہے۔ اللہ نے سورۃ بقرہ میں اس کا توڑ ڈال دیا ہے تاکہ مسلمانوں کو مشکل نہ ہو لیکن مسلمان چونکہ توہم پرست ہیں اور یہ جادو کا اثر زائل کرنے کے لیے پیروں، فقیروں کا سہارا لیتے ہیں۔ ان کے دیئے ہوئے تعویذ گنڈوں کو پی کر سمجھتے ہیں کہ جادو کا اثر ختم ہو جائے گا یا پھر یہ اسم اعظم پڑھ کر دم کریں گے تو بھی اس کا اثر ختم ہو جائے گا۔ خلیل علی خاں اشک ’’داستان امیر حمزہ‘‘ میں فرماتے ہیں:

ارشیون نے جاگ کر اس خواب کو اپنی ماں سے کہا اور گنبد کا دروازہ جا کے کھولا دیکھا کہ ایک دیو کے گلے میں ایک لوح یاقوت کی ہے لوح پر لکھا تھا اے شکندرۂ طلسم، یہ اسم ’’پڑھ کر اس دیو پر دم کر، وہ لوح تجھ کو دے کر چلا جائے گا جس وقت وہ پھرے لوح اس کے سر پر مارے ہاتھی لڑتے ہوئے سامنے آئیں گے دونوں آپس میں اتنا لڑیں گے کہ دانتوں کے رگڑوں سے آگ نکلے اس آگ سے دونوں جل کر خاک ہو جائیں۔ ارشیون حکم لوح کر کے آگے بڑھا۔ ارشیون نے لوح کو دیکھ کر پیکان تیر پر اسمِ اعظم دم کر کے اس کی تھیلی کو نشانہ کیا۔ تیر کا لگنا تھا کہ اس کا زمین پر گرنا تھا اس کے گرتے ہی ایک آندھی سیاہ ایسی اٹھی کہ روز روشن یلدا تاریک ہو گیا۔ شکنندہ طلسم دیو دار دیو کو مار کر جاتا ہے۔ ارشیون بموجب حکم لوح آیت سترپکار پکار کر قرأت کرنے لگا ارشیون کوچہ سیاہ کی طرف بڑھا آگے عورتیں انتظار کو بیٹھی تھیں ارشیون نے لوح نکال کر دیکھا اس پر لکھا تھا خبردار، خبردار آگے طلسم ہے کسی بھی عورت کا ہاتھ مت پکڑنا سحر جوڑنے والی عورت ان کی سردار ہے ان کا نام صہبا جادو ہے اس کے ہاتھ سے جام لے کر اسم اعظم دم کیا۔‘‘(۳۳)

خلیل علی خاں اشک ’’داستان امیر حمزہ‘‘ میں توہم پرستی اور ضعیف الاعتقادی کا تذکرہ کرتے ہیں کہ جب جادو کا اثر اتارنے کے لیے دھونی دی جاتی ہے اس دھونی کا اثر انسانی سانس پر ہوتا ہے۔ جب انسان کو سانس نہیں آتا تو وہ مر جاتا ہے۔ جو بچ جاتے ہیں وہ دمے کے مریض بن جاتے ہیں۔

خلیل علی خاں اشک ’’داستان امیر حمزہ‘‘ میں لکھتے ہیں کہ کچھ لوگ متقی ہوتے ہیں وہ جادو کے مقابلے میں جادو نہیں کرتے بلکہ خود کو جادو سے بچانے کے لیے قرآنی آیات کی تلاوت کرتے ہیں اور ظالم کے سامنے صبر کا مظاہرہ کرتے ہیں اللہ ان کو صِلہ دیتا ہے۔ اسی طرح راشدہ پری نے بھی صبر کیا اور اللہ نے اس کو اس کے صبر کا صلہ دیا۔ خلیل علی خاں اشک ’’داستان امیر حمزہ‘‘ میں فرماتے ہیں:

Vol. 2, No. 1 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

”ارشیون نے کسی طلسم کا جواب نہ دیا سب بھاگ گئے طلسم فتح ہوا۔ راشدی پری بہت خوش ہوئی ارشیون کو گلے لگا کر کھڑی ہوئی طلسم سے باہر آئی پری زاد جو راشدہ جنی کی طرف سے تعینات تھے۔ راشدی پری کو دیکھ کر بہت متعجب ہوئے فوراً راشدہ جنی کو خبر دی۔ راشد جنی اسی پر تخت پر دونوں ماں ماں بیٹوں کو سوار کر کے زر و جواہر نثار کرتا ہوا قصرِ ابیض میں لے گیا ارشیون نے اپنے نانا سے اپنے باپ کا پوچھا کہ سفید دیو نے اسے کہاں قید کر رکھا ہے۔“(۴۳)

خلیل علی خاں اشک ”داستان امیر حمزہ“ میں توہم پرستی اور ضعیف الاعتقادی کا تذکرہ کرتے ہیں کہ جب لوگ جادو کے ذریعے ان جنوں، پریوں کو اپنے عزیزوں کے پیچھے لگا دیتے ہیں تو پھر جن ان کے عزیزوں کو ان سے چھین کر اپنے قبضے میں کر لیتے ہیں۔

عیار اپنی عیاری سے باز نہیں آتا چاہے کچھ بھی ہو معاشرے کے ان لوگوں کو غائبانہ مدد پر بھی بہت یقین ہوتا ہے جب بھی ان پر مشکل وقت آتا ہے یہ ایک دوسرے سے جنگ کرتے ہیں تو کوئی سبز پوش یا نقاب دار آ کر ان کی مدد کرتے ہیں یہ توہم پرستی اور ضعیف الاعتقادی کی مثالیں ہیں۔ خلیل علی خاں اشک ”داستان امیر حمزہ“ میں فرماتے ہیں:

”اہلِ قلعہ دیکھیں تو ذوپین و میسجن خندق کے کنارے پر کھڑے ہیں عمرو ان کے مارنے کی فکر میں تھا کہ نقاب دار نارنجی پوش چالیس ہزار سوار سے آ پہنچا برابر کے ژوپین و میسجن سے کہا او نامہ دو تم کون ہو جو مسلمانوں سے لڑنے آئے ہو؟ وہ بولے تم کون ہو جو ہمارے اور اہل قلعہ کے درمیان میں دخل دیتے ہو؟ نقاب دار بولا کہ میں تمہاری جان کا ملک الموت ہوں۔ نقاب دار کی گفتگو سے دونوں بھائیوں نے تلواریں کھینچ کر نقاب دار پر وار کیے نقاب دار نے تلواریں ان سے کھینچ لیں دونوں کی کمر بندوں کو ہاتھ ڈال کر اونچا اٹھا لیا۔“(۵۳)

قید کی صعوبتیں اور پریشانیاں بہت کڑی ہوتی ہیں ان سے نجات حاصل کرنے کے لیے انسان پیروں، فقیروں سے تعویذ گنڈے کرواتے ہیں۔ مزاروں پر جا کر منتیں مانگتے ہیں پھر قرعوں کی مدد سے حالات کا جائزہ لیا جاتا ہے۔ خلیل علی خاں اشک ”داستان امیر حمزہ“ میں لکھتے ہیں:

”قرعہ پھینک کر دیکھا کہ امیر میرے شہر کی جانب شمال ہے۔ تخت پر سوار ہو کر ڈھونڈنے لگا صاحبقران شہر سبز نگار سے نکلے کئی دن صحرا کو طے کر کے ایک پہاڑ کے دامن میں کہ عبدالرحمن امیر کے قدم بوس ہوئے۔ اس سے رخصت ہو کے آئے اور شہپال شاہ اور آسمان پری و قریشہ و دیگر سرداران اقوام دیو و جن کی گرفتاری اور قلعہ سفید بوم میں قید ہونے کا احوال مفصل بیان کیا۔ امیر نے کہا کہ یہ جھوٹی قسم کھانے اور میرے ستانے کا ثمرہ شہپال شاہ و آسمان پری کو ملا۔ عبدالرحمن نے ہاتھ باندھ کر کہا جو کچھ حضرت فرماتے ہیں سب بجا ہے۔“(۶۳)

خلیل علی خاں اشک ”داستان امیر حمزہ“ میں توہم پرستی اور ضعیف الاعتقادی کا تذکرہ کرتے ہیں کہ قسمت کا حال فال نکال کر معلوم کیا جاتا ہے کہ یہ جوڑا شادی کے بعد اچھی زندگی گزار سکے گا کہ نہیں؟ یہ دیکھنے کے لیے دونوں کے ستاروں کو ملایا جاتا ہے۔ اور پھر شادی کی تاریخ رکھی جاتی ہے۔

علم نجوم، علم رمل بہت اہمیت کے حامل ہیں گھر میں آفت برپا ہو جائے یا کسی بدن کو آگ لگ جائے تو یہ علم پڑھ کر پانی دم کیا جاتا ہے پھر وہ ہی پانی آگ پر ڈالا جائے تو آگ بجھ جاتی ہے اسی طرح اگر کوئی شخص پڑا ہو اسے ایسا مرض لگ گیا ہو جس سے جان چھوٹنا مشکل ہو تو اس دم شدہ پانی کو چھڑکا جاتا ہے تا کہ مریض کو شفا پہنچے۔ خلیل علی خاں اشک ”داستان امیر حمزہ“ میں لکھتے ہیں:

”بی بی آصفہ باصفا نے اس کی گفتگوئے ناملائم سن کر کہا کیا۔ بیہودہ بکتی ہے تیرے بدن میں آگ لگ جائے خدا سے نہیں ڈرتی بی بی آصفا باصفا کا یہ کہنا تھا کہ آسمان پری کے بدن سے شعلہ آگ کا نمودار ہوا اور وہ جلنے اور توبہ توبہ کرنے لگی عبدالرحمن نے قریشہ کو بتایا کہ آسمان پری جل کر راکھ ہو جائے گی قریشہ نے امیر کے پاؤں پر گر کر منت سماجت کی امیر نے بی بی آصفہ باصفا سے شفاعت کی بی بی نے امیر کے کہنے پر اپنے وضو کا پانی اس پر پھینکا آگ بجھ گئی آسمان پری غش کھا کر زمین پر گر پڑی۔“(۷۳)

انسان کا جب اپنا کوئی مصیبت میں پھنستا ہے تو انسان پریشان ہو جاتا ہے اگر کسی بچے پر جن، دیو، پری کا سایہ ہو جائے تو آدم زاد کے لیے اس سے بڑی پریشانی اور کیا ہو سکتی ہے۔ آدم زاد اس سے بچ کر نکلنے کے لیے ہزاروں طرح کے تعویز کرواتا ہے۔

AL-AASAR Journal
Quarterly *Research Journal*
www. al-aasar.com

Vol. 2, No. 1 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

خلیل علی خاں اشک نے ہمارے سماج کی ضعیف الاعتقادی کو واضع کیا ہے کہ اگر کسی شخص کے کوئی زخم لگ جائے تو کہتے ہیں کہ فلاں کنویں پر جاؤ جا کر اس کے پانی سے زخم کو دھوڈالو زخم ٹھیک ہو جائے گا اگر کبھی سانپ، بچھو نے ڈھنگ مارا ہو زہر پھیل گیا ہو تو کہا جاتا ہے کہ ملک باغ کی مٹی لگاؤ زہر کا اثر زائل ہو جائے گا۔ آنکھ میں موتیا نکل آئے تو کہا جاتا ہے کہ پیر دستگیر سے دھاگے پر دم کروا کے گلے میں ڈال لیں شفا ملے گی۔ جسم پر پھنسی، پھوڑے کا زخم لگ جائے اور زخم میں پیپ بھر جائے تو کہا جاتا ہے کہ شہتوت کے درخت کے پتے باندھ لو جیسے جیسے پتے سوکھیں گے زخم بھی سوکھ جائے گا۔ خلیل علی خاں اشک داستان ''امیر حمزہ'' میں لکھتے ہیں:

یا حضرت اس دیو کے ہاتھوں سے سخت تنگ ہوں ادھر میں اس کے ہاتھوں کو کاٹتا ہوں ادھر پھر یہ صحیح ہو کر میرے سامنے آتا ہے حضرت خضر نے فرمایا صاحبقران، ایک چشمہ ہے اس کے پانی کو خدا نے یہ تاثیر دی ہے کہ جس زخم پر پڑے فوراً زخم بھر جائے۔ دیکھیں تو واقعی پانی اس کا ایسا وصَفا ہے کہ آب گوہر اس کے روبرو میلا ہو جائے حضرت خضر نے پاؤں مار کر اس چشمے کو غائب کر دیا۔ دو پتے ایک درخت کہ لب چشمہ سایہ افگن تھا توڑ کر امیر کو دیئے اور فرمایا کہ ان تینوں کو حفاظت سے لے جا کر عرق ان کا بزر جمہر کی آنکھوں میں کہ اس اس کو بختک نے نیل کی سلائیاں پھیر کر اندھا کیا ہے ٹپکا دینا تا کہ اس کی آنکھیں روشن ہو جاویں۔''(۸۳)

خلیل علی خاں اشک ''داستان امیر حمزہ'' میں توہم پرستی اور ضعیف الاعتقادی کا تذکرہ کرتے ہیں کہ اگر کسی کی آنکھوں کی بنیائی چلی جائے تو پاکیزہ درخت کے پتوں کا رَس نچوڑ کر اندھے شخص کی آنکھوں میں ڈالا جائے تو اس کی بینائی واپس آجاتی ہے۔

اس سے بڑی ضعیف الاعتقادی اور کیا ہو گی کہ درخت انسان کو ان کی زندگی اور موت کی خبر دی، سکندر نے پوچھا کہ میں کب مروں گا درخت نے جواب دیا کہ جب زمین اور آسمان لوہے کا ہو جائے گا تو تیری موت واقع ہو گی۔ خلیل علی خاں اشک ''داستان امیر حمزہ'' میں فرماتے ہیں:

امیر نے پوچھا کہ اے درخت مجھ کو بھی بتا کہ میں کب مروں گا جواب دیا کہ جب اسقر کے کسی پاؤں میں نعل باقی نہ رہے تو تم جاننا کہ دنیا سے میرا کوچ ہے، مگر ابھی بہت عرصہ ہے اسی طرح سے تمام رات وہ درخت امیر سے باتیں کرتے۔ دوپہر کا وقت ہوا ریگستان تپنے لگا لَو چاروں طرف چلنے لگی امیر بیابان میں داخل ہوئے تو وہاں ایک عورت تھی اس نے امیر سے کہا کہ یہاں عورتیں صرف لڑکیاں جنتی ہیں امیر نے کہا کہ پھر حمل کیسے ہوتا ہے عورت نے جواب دیا کہ اس شہر میں ایک درخت ہے جب لڑکیاں بلوغت کو پہنچتی ہیں جا کر اس درخت سے لپٹ جاتی ہیں اسی دم بے ہوش ہو جاتی ہیں ہوش آتی ہے تو وہ حاملہ ہوتی ہے۔''(۹۳)

خلیل علی خاں اشک ''داستان امیر حمزہ'' میں توہم پرستی اور ضعیف الاعتقادی کا تذکرہ کرتے ہیں کہ لوگ درختوں سے اپنی زندگی کے بارے میں سوال کرتے ہیں، کہتے ہیں اے درکت بتا میری عمر کتنی ہو گی اگر میری عمر لمبی ہے تو اس میں کتنی خوشیاں ہیں۔

ہندو مذہب میں رواج ہے کہ خاوند فوت ہو جائے تو بیوی کو بھی اس کے ساتھ دفن کر دیا جاتا ہے اسی طرح اگر بیوی مر جائے تو خاوند کو زندہ در گور کیا جاتا ہے اسی طرح عاشق محبوب سے ملنے کے لیے قازوں کے تیر مارتے ہیں کہتے ہیں اگر تیر لگ گیا تو ضرور آج ملاقات ہو جائے گی یہ توہم پرستی کی مثال ہے۔ خلیل علی اشک ''داستان امیر حمزہ'' میں فرماتے ہیں:

مہر نگار نے کہا تیر مار کر فال دیکھتی ہوں اگر پیچ کی قاز کو میں نے مارا تو آج میر سے ملاقات ہو گی تیر پیچ ہی کی قاز کے بازو پر ترازو ہو گیا وہ قاز امیر کے روبرو گری۔ امیر نے قاز کو ذبح کر کے اپنے روبرو رکھا پیکان تیر پر مہر نگار کا نام دیکھ کر بوسہ دینے لگے۔''(۰۴)

خلیل علی خاں اشک ''داستان امیر حمزہ'' میں توہم پرستی اور ضعیف الاعتقادی کا تذکرہ کرتے ہیں کہ کسی عاشق کی ملاقات اپنے محبوب سے نہ ہو رہی ہو تو وہ بھی فال نکال کر دیکھتا ہے کہ اس کی ملاقات کب ہو گی۔

حوالہ جات

اشک، خلیل علی خاں، داستان امیر حمزہ، کلکتہ: پبلشر نول کشور، چوتھی بار، ۱۸۵۵ئ، ص ۴ ۱۔

AL-AASAR Journal
Quarterly *Research Journal*
www. al-aasar.com
Vol. 2, No. 1 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

ایضاً،ص۰۱ ۲۔
ایضاً،ص۵۱ ۳۔
ایضاً،ص۸۱ ۴۔
ایضاً،ص۹۱ ۵۔
ایضاً،ص۰۲ ۶۔
ایضاً،ص۱۲ ۷۔
ایضاً،ص۳۲ ۸۔
ایضاً،ص۸۲ ۹۔
ایضاً،ص۵۶ ۰۱۔
ایضاً،ص۷۶ ۱۱۔
ایضاً،ص۸۶ ۲۱۔
ایضاً،ص۹۶ ۳۱۔
ایضاً،ص۰۷ ۴۱۔
ایضاً،ص۷۹ ۵۱۔
ایضاً،ص۶۱۱ ۶۱۔
ایضاً،ص۷۱۱ ۷۱۔
ایضاً،ص۹۱۱ ۸۱۔
ایضاً،ص۰۲۱ ۹۱۔
ایضاً،ص۱۲۱ ۰۲۔
ایضاً،ص۴۲۱ ۱۲۔
ایضاً،ص۷۰۲ ۲۲۔
ایضاً،ص۱۳۲ ۳۲۔
ایضاً،ص۷۷۲ ۴۲۔
ایضاً،ص۸۷۲ ۵۲۔
ایضاً،ص۰۸۲ ۶۲۔
ایضاً،ص۱۸۲ ۷۲۔
ایضاً،ص۴۸۲ ۸۲۔
ایضاً،ص۵۸۲ ۹۲۔

AL-AASAR Journal
Quarterly *Research Journal*
www. al-aasar.com

Vol. 2, No. 1 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

ایضاً،ص۶۰۳ ۰۳ـ

ایضاً،ص۸۰۳ ۱۳ـ

ایضاً،ص۹۰۳ ۲۳ـ

ایضاً،ص۹۱۳ ۳۳ـ

ایضاً،ص۰۲۳ ۴۳ـ

ایضاً،ص۹۲۳ ۵۳ـ

ایضاً،ص۰۳۳ ۶۳ـ

ایضاً،ص۱۰۳ ۷۳ـ

ایضاً،ص۳۰۳ ۸۳ـ

ایضاً،ص۴۰۳ ۹۳ـ

ایضاً،ص۹۶۳ ۰۴ـ